

اسرائیل کی تعمیر میں اشتر کی ممالک کا کردار

— ڈاکٹر ابراہیم الشہیدی —

ترجمہ: حلیل حامدی

موجودہ تاریخ عرب کے دو بڑے ایسے کچلے میں سالوں کے اندر عرب قوم و دوزبردست المیوں سے دوچار ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۴۸ء میں اور دوسری مرتبہ جون ۱۹۶۷ء میں۔ پہلا المیہ یہ تھا کہ یہودیوں نے فلسطین کا اکثرہ حصہ عربوں سے چھین لیا اور اسرائیلی ریاست کی داغ بیل ڈال دی دوسرا المیہ حقیقت ایک فوجی حادثہ تھا جس نے پوری عرب دنیا کو تاریخ کے سب سے اہم اور پرخطر نفسیاتی بحران میں مبتلا کر دیا۔ یہ بحران اپنے کچھ نتائج رکھتا ہے۔ اس کے کچھ ضمنی اسباب ہیں اور خارجی دنیا میں عربوں کی شہرت اور وقار پر اس کے دور رس اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس نئے المیہ کے نتائج و عواقب اپنی ہوساکی کے لحاظ سے اُس تمام آفاتوں سے زیادہ خطرناک و شدید ہیں جو عربوں نے اپنی قدیم تاریخ یا جدید تاریخ میں آج تک جھٹکی ہیں۔ یہ المیہ صحیح معنوں میں بلاخیز فتنہ ہے، اسے ایسا، عارضی شکست قرار نہیں دیا جاسکتا جس کے اثرات بسرعت زائل ہو سکتے ہوں۔

پہلے حادثہ میں جو دراصل بین الاقوامی سازش سے عبارت تھا ہم نے فلسطین کے پورے رقبہ میں سے تین چوتھائی حصہ کھربا تھا۔ ۵۵ فیصد تو یوٹیرین، وہ کی اُس قدر داؤ تقسیم کی نذر ہو گیا جس کی تائید میں مغرب بھی تھا اور مشرق بھی اور مزید ۲۲ فیصد جولائی ۱۹۴۸ء کی جنگوں میں گنوا دیا۔ دوسرے حادثہ فاحشہ کو جس میں عرب بمشکل چھ روز تک میدان جنگ میں ٹھہر سکے، پہلے حادثہ پر تیس نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے حادثہ میں جو آفتیں ٹوٹی ہیں اور جس قدر تباہی و بربادی ہوئی ہے اور جان و مال اور اسلحہ کا جو بھاری بھر کم نقصان ہوا ہے اُسے پہلے حادثہ سے کوئی مشابہت ہی نہیں ہے۔ مزید برآں دوسرے حادثہ میں یہ بھی ہوا ہے کہ اسرائیلی فوجوں نے بیت المقدس سمیت اردن کا پورا مغربی حصہ غزہ کے علاقے، صحرائے سینا، سوئز کا مشرقی کنارہ، آبنا، تیران اور شامی حدود میں جولان کی

اُن تمام پہاڑیوں کو مستحیا لیا ہے جو بحیرہ طبریہ اور الحولہ کے میدانی علاقے کے لیے حصار کا کام دینی تھیں۔ اس جنگ میں عربوں کے مالی نقصان کا اندازہ تین ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

پہلے حادثے میں عربوں نے منفرد غلطیوں کا ارتکاب کیا تھا مگر اُن سے کچھ سبق حاصل نہیں کیا گیا، اور فلسطین کے مقبوضہ علاقوں کو واکزار کرانے اور زندگی و موت کی بھرپور جنگ لڑنے کے لیے ان غلطیوں کی تلافی کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ ساہا سال تک متواتر پچھلی غلطیوں کا اعادہ اور مزید غلطیوں کا اضافہ ہوتا رہا۔ ایک دوسرے کے غلات مہاجت چلتی رہیں۔ دجل و فریب کے ہتھکنڈے جاری رہے۔ طرح طرح کے سیاسی نعروں کے بتیاریز فراہم کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی گئی۔ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ ان تمام کارروائیوں کا حاصل اُس حادثے کی شکل میں رونما ہوا جسے ہم دوسرے عظیم المیہ سے تعبیر کر چکے ہیں۔

عرب عوام حقائق سے بے خبر ہیں | رہتے بچا رہے عرب عوام جو صحیح تربیت اور صحت مندانہ رہنمائی کے شدید محتاج ہیں، مسئلہ فلسطین کے بارے میں ان کی تمام معلومات محض سطحی اور محدود ذہنیت کی ہیں۔ انہیں یہ تو معلوم ہے کہ اسرائیل کو قائم کرنے اور مضبوط بنانے میں امریکہ، برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک نے کیا کردار ادا کیا ہے۔ مگر انہیں یہ خبر نہیں ہے کہ اس معاملہ میں روس اور اسرائیل کی ممالک کا کردار کیا رہا ہے۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی طرف سے اسرائیل کی مادی، اخلاقی اور سیاسی پشت پناہی، فلسطین کے اندر یہودیوں کے قومی وطن کے قیام کے لیے تھیوڈور ہرنزل (۱۸۹۷ء) کا منصوبہ، لارڈ بالفور کا اعلان (۱۹۱۷ء)، اقوام متحدہ کی قرارداد (۱۹۴۷ء) اسرائیل کے قیام کا اعلان (۱۹۴۸ء)، اور اسرائیل کو بین الاقوامی انجمن کا رکن بنانے کی منظوری (۱۹۴۹ء)۔ یہ تمام حقائق تو بلاشبہ معلوم و معروف ہیں اور کسی دلیل و تشریح کے محتاج نہیں ہیں لیکن جو حقائق ابھی تک پردہ راز میں ہیں وہ روس کے بالشویک انقلاب کا وہ ثمر نر کر رہے جو اُس نے سرزمین عرب کے اندر مہم جوئی کے پاؤں مضبوط کرنے کے سلسلے میں ادا کیا ہے، اور وہ گراں امدادیں ہیں جو اسرائیل کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ کیمپ کی طرف سے ملی ہیں، اور وہ معاہدے ہیں جو روس اور اسرائیل کے مابین قائم ہوتے رہے ہیں اور وہ خفیہ تعلقات ہیں جو صہیونی تحریک اور مارکسی تحریک کے درمیان وقتاً فوقتاً استوار ہوئے ہیں۔ اسی نادانقہیت کی بدولت عرب اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ فلسطین کی آزادی کے معاملہ میں وہ ان ممالک پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

صہیونی سازشیں | کارل مارکس یہودی کی پیدائش اور اُس کے کمیونسٹ نظریہ کی اشاعت سے بہت پہلے یعنی پندرہویں اور سولہویں صدی کے درمیان خفیہ صہیونی تحریکیں اور یہودی مصنفین برابر یہ کوشش کرتے رہے کہ مسیحی کلیسا اور پاپائیت کے نظام کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ یہودیوں کی یہ سازشیں اور منصوبے متعدد بار منکشف ہوئے، جن کی وجہ سے یورپ میں بالعموم ان کے خلاف غم و غصہ کے جذبات پھیل گئے، بلکہ اسی کے نتیجے میں یہودیوں کی بڑی بڑی آبادیوں کے خلاف فرانس اور اسپین اور دوسرے ملکوں میں خونریز مہنگامے برپا ہوئے اور یہودیوں کی کثیر تعداد ان مہنگاموں کی نذر ہوئی۔ انیسویں صدی کے اواخر میں خود روس کے اندر سلطنتِ زار کے تحت یہودیوں کا جو قتل عام ہوا ہے وہ علمائے تاریخ سے مخفی نہیں ہے۔

یہودی رتبوں کے منصوبوں کو بروئے کار لانے میں جب صہیونی تحریک نامی کام ہو گئی تو اُس نے مارکسزم کا حربہ ایجاد کیا اور اُس نے اس نئے نظریے کو یورپ میں فلسفیانہ اسلوب اور معاشرتی انقلاب کے رنگ میں فروغ دینا شروع کر دیا مگر حقیقت اس کا اصل تئنا یورپ کی روحانی اقدار اور معاشرتی روایات کا تباہ و برباد کرنا تھا تاکہ صہیونیت کو یورپ پر غلبہ حاصل ہو جائے اور پھر وہ مشرق کی جانب پیش قدمی شروع کر دے۔

اکثر اشتراکِ لبِ یہودی ہیں | ان صہیونی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز پہلی جنگِ عظیم کے دوران ہوا اس معاملے میں نظامِ جاسوسی نے مختلف پہلوؤں سے بہت بڑا رول ادا کیا ہے۔ عہدِ زار میں روس کے اندر، جو اُس وقت فرانس اور برطانیہ کے مہینوں میں سے تھا، مارکسی تحریک کے خفیہ اڈے جرمنی کے نظامِ جاسوسی کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔ اس وقت مارکسی تحریک کی لیڈر شپ پر جو لوگ قابض تھے اُن میں سے ایک لینن تھا، دوسرا ٹراٹسکی، تیسرا کاکانوویچ، اور چوتھا کارل راڈیک۔ لینن کی چوٹی یہودی تھی اور وہ خود بھی یہودی ماں کا بیٹا تھا اور اس کی وادی بھی یہودی تھی۔ ٹراٹسکی کے ماں اور باپ دونوں یہودی تھے۔ کاکانوویچ کا باپ یہودی تھا اور ماں گننام۔ اور کارل راڈیک کا چچا اگھرانہ سخت روایت پرست یہودیوں میں شمار ہوتا تھا۔ جب زار کی خفیہ پولیس نے خفیہ

۱۔ نساہیکار، بیڈیا آمت، تاریخِ سلاطینِ یورپ (دستخطوں کا انیسویں صدی عیسوی)۔ باب: یورپ میں عیسائیت

کی تاریخ، جلد دوم، ۱۵۰

۲۔ تاریخِ تحریکِ صہیونیت، مطبوعہ پیرس، ۱۹۵۰ء۔

مارکسی تحریک کی کمین گاہوں پر چھاپے مارے تو لیں، اور اس کے چند دوسرے ساتھی جو پوسیس کی گرفت سے بچنے کے لئے جرمی فرار ہو گئے اور وہاں سے سوئٹزرلینڈ چلے گئے۔

لنین اور واسیلین کی ملی جکت | زیورچ (سوئٹزرلینڈ) میں کارل رڈبک کی موجودگی میں لنین نے مشہور سیمپو نی لیڈر حاییم واسیلین اور اس کے صحابیوں رفیق اور زامور مسٹف جاک یوسے، آسٹریا کے یہودی پروفیسر مولیر فیدیم (جو اشتراکی تحریک کا رکن تھا) اور پروفیسر رڈو سارن سے ملاقات کی۔ نیرلین اور واسیلین کے درمیان مئی ۱۹۱۶ء میں ایک یہودی صنفکار دانیال شوین کے مکان پر ملاقاتوں کا طویل سلسلہ جاری رہا۔ ان تمام ملاقاتوں میں کمیونسٹ انقلاب کے منصوبے (P R S M) کا جائزہ لیا گیا جس کا ہدف روس میں زار کی سلطنت کا خاتمہ اور اس کے طے پر مارکسی ریاست کا قیام تھا۔ انہی اجتماعات میں ”یہودی منصوبہ برائے مشرق“ (P. U. O) پر بھی غور و خوض کیا گیا۔ یہ منصوبہ ۱۹۰۸ء میں آسٹریا میں ایک ایسی کمیٹی نے وضع کیا تھا جو یورپ کے اشتراکی یہودیوں کے قائدین پر مشتمل تھی۔ اس منصوبہ کا مقصد یہودی قوم کے بے مشرق کا دروازہ کھولنا تھا تاکہ یہودی قوم فلسطین میں آ کر سکے اور وہاں ایک سوشلسٹ ریاست کی تاسیس کے بعد اسے مشرق اور وسط کے تمام ممالک کے اندر مارکسی فلسفے کی نشر و اشاعت کا مرکز بنا سکے۔

ان اجتماعات کی کارروائی جاک یوسے نے فلینڈ کی تھی جو فرانس کی خفیہ پولیس کی اساس برانچ کا ایجنٹ تھا۔ جاک یوسے کے بیان کے مطابق لنین نے گفت و شنید کے دوران واسیلین سے کہا:

”روسی انقلاب کی کامیابی کی بدولت ہی یہودی یورپ کے سلاطین اور حکام کے کابوس سے نجات پاسکتے ہیں، اور انہیں حکومت کے اندر اعلیٰ مراتب حاصل ہو سکتے ہیں، اور ان کا وقار اور شخص بحال ہو سکتا ہے۔ یہ انقلاب پر اگندہ حال یہودی قوم کا وہ مقصد پورا کر دے گا جسے پورا کرنے سے ۱۹۰۹ء کا فرانسیسی انقلاب بھی عاجز رہا ہے۔ جو نہی روس کی سرزمین سے زار کی بساط لیٹی اور کلیسا کی فرماں روائی ختم ہوئی، وہاں ایک خالصتہ مارکسی ریاست قائم کر دی جائے گی جس کی تعمیر ان بنیادوں پر استوار ہوگی جن کا مقصد مغرب اور مشرق میں طویل المیعاد منصوبوں کی تکمیل ہے۔“

واسیلین نے اس نظریہ پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

” یہودیوں کے لیے مشرق کا دروازہ اسی وقت کھل سکتا ہے کہ عثمانی سلطنت کو کلیتہً مسما کر دیا جائے۔
عثمانی سلطنت اگر مجموعہ جنگی قواں کے ساتھ ہی وہ تمام دیار میں اور علاقوں میں نازل ہو جائیں گی تو ارض
موجودہ کی طرف پیش قدمی کرنے میں حامل ہو رہی ہیں۔ عثمانی سلطنت کا چراغ اب گل بٹوا چکا ہے۔ اس
لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ جو یہی روس کا اشتراکی انقلاب اپنی منزل کو پہنچ جائے۔ فلسطین کے اور
اشتراکی قیادوں پر دولت یہودیہ کی داغ بیل ڈال دی جائے۔“

لنین اور اس کے مجوزہ انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر سائیلنے اپنی کتاب ”سہیونیت اور بالٹھوئیک
انقلاب میں ۱۹۲۶ء میں میلانور سے شائع ہونے والی تھی، لکھا ہے:

”سہیونیوں کی اشتراکی تحریک صنعتی اور لاطینی یورپ کے اندر اس طرز کے انقلابات بھرکانے
میں ناکام ہو گئی جس طرز کا انقلاب اس نے زار کے روس میں بالٹھوئیک انقلاب کے عنوان سے
بھڑکایا تھا۔ زار کا روس و حقیقت ایک بہت بڑی سازش کا شکار رہا جو ۱۹۱۰ء میں اس سرزمین
پر نافذ کی گئی۔ روسی قوم یہ سمجھتی ہے، جیسا کہ اس کے ذہن میں ڈالا گیا ہے، بالخصوص مزدوروں اور
کسانوں کا طبقہ، کہ لنین روسی انقلاب کا بطل و حید ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اشتراکی تحریک کے
تمام زعماء یہودی تھے اور ٹراٹسکی کی قیادت میں انہوں نے یہ منصوبہ سرانجام دیا۔ یہودی مسٹیف
جاک یوسے نے ییل شہر کے اپنے ایک ڈاکٹر و دوست البرٹ ہوان کو ۱۴ ستمبر ۱۹۲۰ء کو جو خط
لکھا ہے اس میں وہ لاگ پیٹ کے معیار لکھتا ہے: ”میں نے لنین کو زبورچ میں خوب پہچان لیا تھا۔
جہاں ایسے متقدم و اجتماعات منعقد ہوتے تھے جن میں اشتراکی تحریک کے رہنماؤں نے شرکت کی
تھی۔ سہیونی جمہیت کا جنرل سکریٹری ماییم وائس مین بھی ان میں شریک ہوا تھا۔“ لنین
ایک انقلابی آدمی ہے۔ اس نے جتنے بھی کامیاب کام انجام دیئے ہیں ان سب میں وہ ٹراٹسکی کا
مرہون مسٹ ہے۔ یہ شخص کسی ایسی قوم کی قیادت کا اہل نہیں ہے جس کے عوام پڑھے لکھے اور
بیدار مغز ہوں۔“

پہلی جنگ عظیم میں امریکہ کو یہودیوں کے شامل کیا | پہلی جنگ عظیم کے دوران سہیونی تحریک کی سرگرمیاں عروج پر تھیں

اس تحریک کے خفیہ اجلاس زیادہ تر لندن، زیورچ، اور بال میں منعقد ہوتے تھے۔ جولائی ۱۹۱۶ء میں لندن میں اس کا جو اجلاس منعقد ہوا تھا اس میں صہیونی لیڈروں نے بالاتفاق یہ سازش تیار کی کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کو جنگ کے اندر گھسیٹا جائے اور اُسے اتحادی طاقتوں کا ہم نوا بنایا جائے اور اس کے عوض ان طاقتوں سے یہ وعدہ لے لیا جائے کہ یہود کو فلسطین میں قومی وطن کی تشکیل کی اجازت ہوگی۔ شرکائے اجتماع نے جیمز وائسمن اور لیوٹنل روڈ ٹائلڈ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ دونوں برطانیہ کے وزیر اعظم لائیڈ جارج سے اس موضوع پر بات چیت کریں۔ چنانچہ لائیڈ جارج نے ان دونوں یہودی رہنماؤں سے اپنے پرائیویٹ آفس میں ملاقات کی اور گفتگو کے اختتام پر ان سے کہا:

”امریکہ کے بیسے تو اتحادیوں کے پرچم کے نیچے جنگ میں داخل ہونا آسان ہے، مگر یہود کے لیے قومی وطن کی فراہمی آسان نہیں ہے۔ اس آرزو کی تکمیل اولاً اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اتحادی طاقتیں جنگ میں کامیاب ہو جائیں، اور ثانیاً خود اتحادی طاقتیں بھی اس کے لیے تیار ہوں، اور ثالثاً جنگ کے بعد مشرق کے بدلتے ہوئے حالات بھی اس کی اجازت دیں۔ لہذا یہودیوں کا فرض ہے کہ وہ جنگی کوششوں میں حصہ لیں اور اتحادیوں کی فتح کے لیے جو کچھ بھی فراہم کر سکتے ہوں کریں۔“

جارج کلیمنٹشو کا موقف یہودیوں کے بارے میں ۱۲ اگست ۱۹۱۶ء کو لائیڈ جارج نے فرانس کے وزیر اعظم جان کلیمنٹشو کو ایک خفیہ مراسلہ لکھا جس میں اُسے اُس فراخ دلانہ پیش کش سے مطلع کیا جو روڈ ٹائلڈ اور وائسمن کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ کلیمنٹشو نے جس کا لقب ”پتیا“ تھا اس مراسلے کے جواب میں کہا:

”یہ بات حیرت انگیز تو ہے لیکن خلاف توقع نہیں ہے۔ یہودیوں کے پاس ایسے تجارتی سنبھلے ہیں جن میں انہیں بڑی مہارت حاصل ہے۔ یہ سودا بہت مہنگا ہے، اور ضمانت جی منعقد ہے۔“

۱۷ امریکہ اور برطانیہ میں یہودیوں نے اپنے نام مالی اور تجارتی اداروں کو اتحادیوں کی فتح کے لیے استعمال کیا۔ ان ملکوں میں بنکوں کا نظام اکثر و بیشتر یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران ان ملکوں میں یہودیوں کے ۳۵ بنک تھے۔ درآمد و برآمد کی ایجنسیاں اس کے علاوہ تھیں۔ دیکھو: نیویارک، لندن، پیرس اور زیورچ میں ایران کا تجارت کے اعلائیے بابت ۱۹۰۰ء و ۱۹۲۵ء۔

بہتر یہ ہے کہ ہم انہی فداکار پر بھروسہ کریں جو ہماری دسترس میں ہیں۔ اور انہی کو بروٹہ ہار لاکر ہم اپنے

دوست امریکہ کو قائل کریں کہ وہ جنگ میں اتحادی طاقتوں کا ساتھ دینے کے لیے سُن آئے۔

جنگ کے پورے عرصہ میں اور جنگ کے بعد بھی سیونیوں کی تلگ و دو اور کوششیں برابر جاری رہیں کھینچتو

کے ایک دوست آندرے لینن نے ۱۹۲۴ء میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام تھا: "عالمی جنگ کے چند اسرار"۔

مصنف نے اس کتاب میں، جو اہم دستاویزات سے مزین تھی، صہیونی تحریک کی اُن درپردہ مساعی کو بے نقاب کر

دیا جو اُس نے پہلی عالمی جنگ میں اور روس کی زار حکومت کو ختم کرنے کے سلسلہ میں متعدد پہلوؤں سے انجام

دیتیں۔ لینن نے اس کتاب کے تیسرے باب میں لکھا ہے: "جرمنی اور اُس کی حلیف عثمانی سلطنت کے مقابلے میں امریکہ

کا اتحادی طاقتوں کے پڑے میں اپنا بوجھ ڈال دینا بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ خاص طور پر خوراک کی سپلائی کے میدان میں۔

صہیونیوں نے اس جنگ سے جو منافع حاصل کیے ہیں وہ آئے والا وقت ہی صاف صاف بتا سکتا ہے جب حالات کے

چہرے سے پردہ اٹھے گا اور یورپ کی فضاؤں سے باقی ماندہ سیاہ بادل چھٹ جائیں گے۔ لندن کی صہیونی جمعیت

نے اُس دوستی سے خوب فائدہ اٹھایا جس کے رشتے اس جمعیت کے بعض ارکان اور برطانیہ کی بعض ذمہ دار شخصیتوں

کے مابین استوار تھے۔ اس دوستی کی بدولت صہیونی جمعیت نے ان شخصیتوں سے یہ منوا لیا کہ فلسطین کے اندر یوڈیوں

کا قومی وطن بنایا جائے گا۔ حالانکہ یہ فلسطین وہی علاقہ ہے جس میں عرب اقوام قدیم زمانے سے بسنی چلی آ رہی ہیں

جتنی کہ سلطنت داؤد کے قیام سے بھی پہلے وہاں عرب موجود تھے۔ اور یہودی سلطنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی ولادت مبارکہ سے پہلے ہی مٹ چکی تھی۔"

اعلان بالفور کی حیثیت | ایوٹیل روشچاٹلڈ ایک یہودی سرمایہ دار اور مشرب الفروزیہ خارجہ برطانیہ کے درمیان جو دوستانہ

رابطہ تھے۔ انہی کا کرشمہ ہے کہ یہودی مساعی کا یہ مثبت نتیجہ برآمد ہوا کہ یہودیوں نے اتحادی طاقتوں سے سرکاری

طور پر ایک ایسا عہد لگوا لیا جو یہودیوں کی خواہشوں اور آرزوؤں کو بخوبی شہِ مندرہ تکمیل کرنے والا تھا حالانکہ

لندن اور پیرس میں یہودی زعماء کا یہ منصوبہ پوری کوششوں کے باوجود ناکام ہو گیا تھا جہاں تک مشرب الفرو کے

اُس خط کا تعلق ہے جو اُس نے ۲ نومبر ۱۹۱۸ء کو اپنے دوست روشچاٹلڈ کو لکھا تھا اور جس میں اُس نے یہ وعدہ

کیا تھا کہ فلسطین کے اندر یہودیوں کا قومی وطن اس شرط پر وجود میں لایا جاسکتا ہے کہ اس سے دوسری غیر یہودی

اتوام کے حقوق متاخر ہوں اس خط کو کسی ایسی بین الاقوامی دستاویز کی قطعاً حیثیت حاصل نہیں تھی جو اتحادی طاقتوں کے نام سے اور ان کے ذمہ دار سربراہوں کے علم سے جاری ہوا ہو واضح رہے کہ کلیمینٹ شو نے جب برطانیہ کے ایک اخبار میں اس خط کا اصل متن دیکھا تو اس نے پیرس کی یہودی کمیونٹی کی ایک سرکردہ شخصیت سے کہا: "اگر آپ لوگ بالسرے شخصی خط کو بین الاقوامی دستاویز کی حیثیت دیتے ہیں تو میں شخصی طور پر ان تمام مذاقی کو جو لندن کی یہودی جمیعت کی ملکیت میں ہیں کا تذکرے پرزوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ بیرون رو شچا ٹکڈ کو میرا یہ تاثر پہنچا دیں۔"

تیسرے باب کے آخری پیرا گراف میں آندرے لینو لکھتا ہے: یہودی آئندہ چل کر بالفکر کے ذاتی خط کو بین الاقوامی وثیقہ کی شکل دے دیں گے۔ اور صہیونی تحریک اتوام مشرق کو اس فریب میں مبتلا کر دے گی کہ یہ وثیقہ ایک سرکاری دستاویز ہے۔ مگر جب یہ اتوام خواب غفلت سے بیدار ہوں گی اور حقیقت حال کی تلاش کریں گی تو اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوگا اور تاریخ اپنے قیمتی صفحات اُلٹ چکی ہوگی۔

بالشوئیک انقلاب اور اس کا سب سے پہلا کارنامہ | اب روس کے بالشوئیک انقلاب کی طرف آئیے۔ جس کی قربان گاہ پر لاکھوں بے گناہ انسانوں کا خون بہا اور جس کے راہنماؤں نے فلسطین کے اندر سلطنت واڈو کی تجدید کے لیے صہیونی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں نہایت اہم اور بنیادی رول ادا کیا۔

زیورچ میں بین الاقوامی میٹنگ کی ملاقات کے بعد لینن نے برلن کا رخ کیا تاکہ جرمن حکومت سے مدد حاصل کرے وہاں اس نے جرمنی کی خفیہ پولیس کے ذریعہ سے جس کے ساتھ وہ پورا پورا تعاون کر رہا تھا اسلحہ اور روپیے کی بہت بڑی مقدار حاصل کر لی۔ مارچ ۱۹۱۷ء کو اس نے یہ تمام ساز و سامان ایک خاص گاڑی کے ذریعہ سے روسی اور ولندیزی کالمیڈوں کی ایک جماعت کے ہمراہ مشرقی جرمنی کی روسی سرحد تک پہنچا دیا۔ اس سامان کے انتظام میں ہزاروں یہودی سپاہی جو نازکی فوجوں سے فرار کر چکے تھے ٹرانسکی کی معیت میں پہلے سے موجود تھے۔ چنانچہ ان سپاہیوں کو اسلحہ سے لیس کر دیگیا اور دستوں کی صورت میں یہ روس کے اندر گھس گئے۔ فریب خوردہ کسانوں کی بہت بھاری تعداد بھی ان دستوں میں شامل ہو گئی اور یہ شہروں پر یکبارگی حملہ آور ہو گئے۔ آبادیوں کی آبادیاں انہوں نے ملیا میٹ کر دیں۔ شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بالآخر زار کی سلطنت کی بساط اُلٹ

دینے کے بعد وہاں لینن کی صدارت میں مارکسی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مارکسزم کے علمبرداروں کا یہ پہلا منصوبہ تھا جس پر عملدرآمد ہوا۔

بالشویک انقلاب نے کامیابی کے بعد سب سے پہلا جو کام انجام دیا وہ یہ تھا کہ روس کو جنگ سے الگ کر لیا۔ یہ موقف جرمنی کے حق میں بڑا مفید ثابت ہوا۔ جرمنی کی جو فوجیں مشرق میں روسی محاذ پر جنگ لڑ رہی تھیں وہ فارغ ہو گئیں۔ اور قیصر نے اُن سے مغربی محاذ کو مضبوط کر لیا۔ مارچ ۱۹۱۸ء میں لینن کی بالشویک حکومت نے ٹرائسکی کو بھیجا تا کہ جرمنی کے ساتھ صلح کے معاہدہ پر دستخط کرے۔ چنانچہ بریٹ لیٹو و سک کے مقام پر اس معاہدہ پر روس کی طرف سے دستخط کیے گئے۔ ۷

فلسطین میں بالشویک انقلاب کا کردار۔ | روس میں مارکسی حکومت کو جنم لینے ابھی دو سال بھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ لینن نے ٹرائسکی کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل کی جس کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ داس میں اور صہیونی لیڈروں نے لینن کے ساتھ مل کر جو منصوبہ تیار کیا ہے اس کے مرحلہ اول کو عدم سے وجود میں لایا جائے۔ چنانچہ فلسطین کے اندر مارکسی نظریات کی بنیادوں پر ایک یہودی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کرنے کے لئے بالشویک حکومت نے دو یہودی لیڈروں کا ایک وفد بھیجا جو جاک شاہیلو اور رادول کارنبرگ پر مشتمل تھا۔ ان کے پیش نظر اس علاقے میں کمیونسٹ پارٹی کی تشکیل تھی جو بظاہر جاگیر داری، قدامت پرستی اور سامراج کا قلع قمع کرنے کو اپنا شعار بنائے مگر دراصل اس پردے میں شرق اوسط کے اندر سائٹفک سوشلزم کے اصولوں کا پرچار کرے۔ ۱۹۱۹ء میں یہودی کمیونسٹوں پر مشتمل یہ پارٹی فلسطین کے اندر قائم کی گئی اور یہودی کمیونسٹوں کے ذریعہ سے کارل مارکس کی تعلیمات ہمسایہ ممالک میں پہنچنی شروع ہو گئیں۔ سات سالوں کے اندر عرب ممالک میں چار کمیونسٹ پارٹیاں قائم ہوئیں۔

۷ ملاحظہ ہو۔ "خفیہ دستاویزات" (برلن) ۱۹۱۷ء - ۱۹۲۰ء۔ یہودی بنکوں اور سرمایہ داروں نے بالشویک انقلاب میں صہیونی تحریک کے ارکان کی دل کھول کر امداد کی۔ اس امداد کی مجموعی مقدار ۲۵ ملین اسٹرلنگ پونڈ تھی۔ بالشویک انقلاب کے نامزدین یہود تھے۔

۸ "پہلی عظیم جنگ کی دستاویزات" مطبوعہ پیرس ۱۹۲۱ء

۹ مارکسزم کو اصطلاحاً سائٹفک سوشلزم یا انقلابی سوشلزم کہا جاتا ہے۔

مصر، ۱۹۲۱ء، شام، ۱۹۲۲ء، لبنان، ۱۹۲۵ء، عراق، ۱۹۲۷ء۔

۱۹۲۰ء میں ماسکو سے ولادیمیر گا بونسکی نامی ایک یہودی کمیونسٹ کو جس نے انقلاب کے دوران پیرس برگ (لینن گراڈ) پر حملہ کرنے والے سرخ دستوں کی قیادت کی تھی۔ اور ہزار ہا انسانوں کا خون بہایا تھا؛ فلسطین بھیجا گیا۔ اس کمیونسٹ یہودی کے ذمہ یہ مشن تھا کہ وہ یہودی نوجوانوں کو تربیت دے اور ایک ایسی ٹیم تشکیل کرے جو یہودیوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دے۔ اس شخص نے فلسطین میں آکر جگہ جگہ تربیتی کورس شروع کر دیئے مگر جب ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں بیت المقدس اور یافا میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان فسادات برپا ہوئے تو فلسطین کی حکومت انتداب نے حالات کو مزید کشیدگی سے روکنے کے لیے جا بونسکی کو فلسطین سے نکال دیا۔

بالشویک حکومت نے یہودیوں کے لیے زمینیں خریدیں | اوپر ہم نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے اس نے دس لاکھ سنہری پونڈ (زار کا سکہ) صرف اس کام کے لیے مخصوص کر دیئے کہ فلسطین کے اندر روس کے اشتراکی یہودیوں کے لیے زمینیں خریدی جائیں۔ زار کا ایک سنہری پونڈ عثمانی سلطنت کے پانچ سنہری پونڈوں کے برابر ہوتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں اس کمیٹی نے ایک وفد بھیج دیا جو زانورین مائولیکی اور سالائوٹ پر مشتمل تھا۔ اور اُسے فلسطین بھیجا تاکہ وہ ان یہودی مہاجرین کی آباد کاری کے لئے زمینیں خریدنے کے مسئلے کا جائزہ لے جو مختلف مراحل میں روس سے ہجرت کر کے فلسطین میں آباد کیے جائیں گے۔ یہودی ایجنسی کی مدد سے اس وفد نے فلسطین کے تمام ساحلی اور کوہستانی علاقوں کا دورہ کیا، اور ان کے جغرافیائی حالات، اور زمینوں کی اقسام اور قابل کاشت رقبوں کا سروے کیا، اور پھر یہودی ایجنسی کے ماہرین کے اشتراک سے ایک مکمل رپورٹ تیار کر کے نقشوں سمیت لینن اور ٹاٹسکی کو پیش کی۔

فلسطین کے اکثر یہودی کمیونسٹ محاکمے آئے ہیں۔ | مرحلہ اول میں (جو ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۳۹ء تک جاری رہا) روس سے ہجرت کر کے فلسطین آنے والے یہودیوں کی تعداد ایک لاکھ ۶۵ ہزار تھی۔ ان میں وہ چوٹی کے فوجی افسر بھی تھے جو بالشویک انقلاب کے سرخ دستوں کے اندر کام کر چکے تھے۔ مشرقی یورپ اور جرمنی (ہٹلر کے عہد میں) سے آنے والے یہودی اس تعداد کے علاوہ تھے۔ ان کی کل تعداد ۲ لاکھ ۸۰ ہزار تھی۔ برطانوی انتداب کے دور میں

۱۔ ملاحظہ ہو کتاب: "ارض موعود کی طرف" از پروفیسر زائڈا مطبوعہ پراگ ۱۹۳۷ء

فلسطین میں آکر بسنے والے یہودیوں کا تمام تر دار و مدار اُن بے پناہ سہولتوں پر تھا جو انتداب کی حکومت یہودیوں کے لیے فراہم کر رہی تھی اور یا اُن مالی امدادوں پر تھا جو دنیا کی صہیونی اور یہودی ایجنسیں مسلسل پیش کر رہی تھیں۔ ایسی ایجنسیوں کی تعداد صرف یورپ میں ۴۳ تھی، متحدہ امریکہ میں ۵۸ اور لاطینی امریکہ میں ۱۹۔ علاوہ انہیں یہودیوں کے بنک اور تجارتی ادارے اپنی سالانہ آمدنیوں کا ایک حصہ بھی اُس غرض کے لیے مخصوص کر رہے تھے اور فلسطین کی یہودی ایجنسی کے امدادی فنڈ کو مضبوط کر رہے تھے۔

یہودیوں کی آباد کاری کے لیے اکثر سرمایہ کیونسٹ ممالک نے فراہم کیا۔ اس معاملہ میں برطانوی سامراج اور اشتراکیت کے درمیان ملی جھگڑ کا عجیب منظر ہمارے سامنے آتا ہے۔ برطانوی حکام نے دُورِ انتداب میں فلسطین کے دروازے یہودیوں کے لئے چوہٹ کھول کر صہیونی تنظیموں کو یہ ہمت دلا دی کہ وہ یورپ کے یہودیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں لاکر فلسطین میں آباد کریں اور اُن زمینوں کا انہیں مالک بناتے جائیں جو یہودی ایجنسی انتداب کی مدد سے حاصل کر رہی تھی۔ یا عرب باشندوں کو بھاری قیمتوں کا لالچ دے کر اُن سے خرید رہی تھی۔ دوسری طرف اگر ہم ان اعلامیوں کو دیکھیں جو پیرس، زیورچ اور ایمسٹرڈیم میں دوسری جنگِ عظیم سے پہلے یہودی اداروں کی طرف سے جاری کیے گئے تھے، اور پروفیسر زانڈا کی مشہور کتاب ”ارضِ موعود کی طرف“ (مطبوعہ پراگ ۱۹۳۷ء) اور ارمائڈ شفیق کی تالیف ”آشائیں سے دانش بین تک“ (مطبوعہ پیرس ۱۹۳۹ء) کا مطالعہ کریں تو ہمیں آسانی معلوم ہو جائے گا کہ وہ بھاری بھر کم سرمایہ جو فلسطین کے اندر یہودیوں کے قدم جانے، ان کے لیے زمینیں خریدنے، کالونیاں قائم کرنے اور مثالی بستیوں آباد کرنے کے لیے ۱۹۳۹ء تک مختلف ممالک سے فراہم کیا گیا اُس کا ملک و اثر تناسب یہ تھا۔

سودیت یونین سے ۴۰ فیصد

مشرقی یورپ سے ۲۸ فیصد

مغربی یورپ سے ۱۴ فیصد

متحدہ امریکہ سے ۱۹ فیصد

لاطینی امریکہ سے ۴ فیصد